انتخاب

لذت سیر نگر چشم تماشے گی
ایک بار اور بھی دنیا ابھی پلٹا کھائیگی

حضرت ۔ آجکل سائنس والوں کے سنتے ہوئے خیالات اور دماغ پھولے نہیں [illegible] یہ [illegible] قلابازیاں کھاتے دیکھا ہے۔ ان کی خفیہ [illegible] شیطان ہر ایک کے کان میں پھونک کر انہیں سکھاتے کا ادھار دیتا ہے [illegible] ہندوستان کے [illegible] ان میں سب کو مسخر کرنے اور سمجھانے کی ابھی فرصت نہیں۔ وہ تو یہ سمجھتے۔ کہ اللہ میاں کو اس دنیا میں رکھنا تھا۔ وہ اس کسطرح سے ہوتا۔ کو جب سے کو دونوں والوں نے ہندوستان میں [illegible] اپنے بھونچال ڈالنے کی تدابیر کے کام لینا شروع کر دیا تھا۔ مگر یہ خیال نہ تھا۔ کہ جس کو خدا رکھے۔ اس کو کون چکھے۔ مہر قدرت کی چیز ایک وقت سینہ پر ظہور کرتی ہے۔ اور مٹ جاتی ہے۔ [illegible] اس [illegible] پسرن صدی والوں نے اس قانون مسخر کو ٹھیک [illegible] دیکھا۔ کہ زمانہ ہمیشہ پلٹا کھاتا رہتا ہے۔ [illegible] کبھی پلٹ کر ان کی امیدوں میں آجکل کی موت کی خاموشی کے پیچھے اور جینے کے رنگ ڈھنگ اٹھنے نے نئی روح پھونک دی اور وہ جیسا کہ [illegible] مرتے۔ [illegible] باپ [illegible] سے پیشوں کو [illegible] رہتے ہیں۔ موت کی نذ [illegible] کہ اچھا بھلا آدمی [illegible] فنا میں [illegible] عقل پر جاتا ہے۔ یہ لوگ اسی کو انتقال کہتے تھے۔ اور ان کو بھی حسن [illegible] ہوئی کہ حقیقی انتقال نہیں۔ مجازی ہی سے [illegible] حقیقی ہو جاتا ہے۔ [illegible] لطیفہ مشہور ہے [illegible] نہیں۔ مگر [illegible] نہیں کر سکتے کا فرق آجائے گا۔ اگلی بات شہیدوں میں تو داخل ہو جائینگے۔ مگر موت ذوق استقبال سے حاصل ہوتی ہے جب [illegible] مرتے۔ ان کی اس موت کو ایسا [illegible] بھی خاصی [illegible] زندگی کے [illegible] [illegible] چلی آئی [illegible] کھانے کو دونوں وقت موجود [illegible] کا [illegible] احسان [illegible] یا [illegible] نہیں۔ رو دل کھائی دن [illegible] کے کر [illegible]

[illegible] کو آنے کی شکل کی مثال تو دیکھ کر جو دیکھ جائے گی۔

کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

حضرت ان دنوں کی دہرانی تماشاگاہ وہ قلمونی ہے۔ ہندوستان بھر کے [illegible] بازوں اور جھوٹ چاپ کرنے والوں کو نیم بسمل بنا کے تڑپتا ہے ساری اوجھل کو دے زمین آسمان تھمی ہے۔ اس عالم ایجاد کی گردش پہلوان کی آنکھیں پھیر لی گئیں۔ کیونکر ایک دم ہر سال۔ ہر مہینہ۔ ہر شب و روز [illegible] گھڑی۔ ہر لحظہ روپ۔ او نیا تماشا دکھا رہا ہے لیکن یہ ممکن ہی نہیں کہ اس انقلاب روپ اور تماشہ کا کوئی باطنی سبب دریافت کر سکے۔ وہ [illegible] زمانہ سے جہاں پارسی تھیٹر کی طرح کوئی ایک آدھ سین بھاونا۔ اور ان دھواں دھار تماشہ دکھا دیا۔ ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اور عقل کی چڑیاں بیٹھ گئیں۔ گویا ہوش و حواس کی بی کو ہوش جو ہاسے بھاگا۔ و [illegible] شیر کو جو تڑپ بکری گھاس چر کے چلی گئی۔ بچے کی آنکھوں پر اندھیری چھا گئی۔ بھلا کسی کی مجال اور کس کی طاقت ہے کہ اللہ میاں کی اس دھاندلی پہیلی یا چیستان بوجھ سکے۔ بے چارہ آدمی کا طائر خیال عنقا کی طرح کتنی ہی بلند پرواز کرے۔ مگر اوپر والے کی الٹ پھیر کا ایک [illegible] بھی ممکن نہیں کہ سمجھ میں آجائے۔ تعلیم جدید کی نقل کی ڈور کیسی ہی لچیلی ہو [illegible] چلی جائے۔ مگر اس کی کہ حقیقت تک [illegible] پہنچے ہیں [illegible] کے شگوفے کے بعد بھی انہیں معلوم ہوئی ہے

قربان دریافت بہ سبحان رسید زد کہ بچہ جاں سبحان رسید

یہی وجہ ہے کہ بہت سے بنگال و پنجاب کے خبر باخبر جو گئے [illegible] نزلی سے اپنی عقل کو تنزل بتا گیا۔ مگر اب بھی دیوانہ بنا [illegible] کے مصداق لیاقت اور فضیلت جتانے کی زیادہ [illegible] ہیں۔ ہندوستان کے عیاریوں کی دم [illegible] رہے ہیں۔ مگر [illegible] زمانے کی انتہائی حد پر کیسی کیسی پیچ ہوتی ہے اور [illegible] کہاں کہیں فضل میں بچھی سے دھڑکی [illegible] اور بیٹیاں [illegible] فروخت ہوتی ہیں۔ [illegible] کا [illegible] انتظام ہو [illegible] کی رداد۔ [illegible] ایک کی نمائش [illegible] چلی آتی ہے [illegible] کے [illegible] طرح [illegible] میں سے خاص ہو [illegible] دیکھا [illegible] بارش کی جھوٹی [illegible] ہمیشہ [illegible]

یاران ہم قالب

شرابے بر زمین تاڑی بر افلاک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مندرجہ بالا شعر آجکل ہر نشہ باز کا تکیہ کلام ہو رہا ہے۔ خدا جانے اس مادہ میں کیا اثر ہے۔ کہ جسکو دیکھئے نرالا۔ متوالا۔ آفت کا پرکالہ۔ شعلہ جوالہ بنا پھرتا ہے۔ ایک بہرے سے بوڑھے جوان۔ رذیل۔ شریف سب پر جیسا کہ سوار۔ جدھر دیکھئے ہر گلی کوچہ جس کو دیکھئے۔ اسی کے رنگ بد رنگ میں شرابور۔ ہر ہر قدم پر زمین کو بوسہ دینے کو تیار۔ جو پیا کا ذکر کیا پوچھنا۔ انکی تو مانی ہی مراد بر آتی ہے۔ فی زمانہ شرنا جی ذیوں کہنا انہ خدا حسنہ دھن میں دونوں آنکھوں کی روشنی کو کھو۔ اپنے آپ کو اندھا بنا۔ شی کی آڑ میں شکار کھیلتے نظر آتے ہیں۔ شام ہوئی اور آپ نادر پر سوار۔ معراج حاصل کر۔ عالم بالا کی سیر میں مشغول۔ دنیا و مافیہا سے بالکل ہی بے وفائی کر بیٹھتے ہیں۔ اور پھر کیا ہے۔ بیر جگنو کی میں مہر کردھائی میں بھرا سود سو جھے نشہ ہے۔ جو اس تاڑی کو افلاک سے دست بدست آتے دیکھ کر جوش محبت میں آپ کو بھی دست بدست آنے لگتا ہے اور پینے کی ہوس میں اپنے آگے پیچھے کی بھی خبر نہیں رکھتے اور جو کہیں کسی فرشتہ خان کرمے دم سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ تو پھر کہاں قبل از وقت سر بھجوا دیا اسد میں غلطاں۔ اب نہ حس ہے۔ نہ حرکت۔ وقلنا حفظنا من تشاو ولا تشربی۔ کل کی بات ہے۔ کہ ایک بڈھا گھسیارہ۔ منہ میں دانت۔ نہ پیٹ میں آنت۔ ہاتھ میں ہتھیار۔ لڑنے کو تیار۔ چھپا یلا تا حرف مشدد کی طرح پھرتا پھرتا چلا جاتا تھا۔ ناگاہ قدم مبارک جو ایک پل پر سے پھسلا تو پھر کہاں۔ اڑڑ ڑ دھڑیم۔ پہاڑی بچھو کی طرح اچھلتا بلبلاتا کیجے ایک نالی میں در آمد۔ اس پر طرہ یہ کہ نئے ناک دونوں اس تیز ہتھیار سے غائب کر۔ چاروں کرنے چوکس کر ڈالے اب تو نفشہ ہی اور تھا لیکن افسوس اس بری گت میں بھی ان بے گنتوں کو گت کی نہیں سوجھتی۔ وہ بل من مزید کا نعرہ لگاتے ہی رہتے ہیں۔ مرد تو مرد۔ والسماں بھنگنوں کی تو عجیب حالت ہے۔ پی پی کر ایسی مست قید مست ہو جاتی ہیں کہ تو بہ ہی بھلی۔ تاڑی کا نام سنتے ہی ساڑی کھول وہ دھما چوکڑی مچاتی ہیں کہ اصطبل کے گھوڑے بھی چوکڑی بھول ہنہنانے لگتے ہیں اور ہر تماشبیں کا مزاج جو دیں تو ضرور ہی یہ ہے۔ ہو ہو تا۔

خبیثا الہو ان بنا دیتا ہے یا انسان کو کیا نشا ہے۔ کیا نشہ ہے۔ کیا نشا ہے۔ کیا ہے
سوبہ کی دشمنی۔ کینہ۔ دلانا یاد ہے کیا بلا ہے۔ کیا بلا ہے۔ کیا بلا ہے۔ کیا بلا
بر سر بازار کھلواتا ہے۔ جوتی پا ئزار۔ کیا مزا ہے۔ کیا مزا ہے۔ کیا مزا ہے۔ کیا مزا
ہے گرا تا سنہ کے بل وہ دیتا ہے خاک پہ کیا مزا ہے۔ کیا مزا ہے۔ کیا مزا ہے۔ کیا مزا
لال آنکھیں ہے کئے پھر تکو تی بنا تی کیا ادا ہے۔ کیا ادا ہے۔ کیا ادا ہے۔ کیا ادا
انجبر اپنے بدن سے کھلا ہے ستر بھی کیا حیا ہے۔ کیا حیا ہے۔ کیا حیا ہے۔ کیا حیا
رنڈیوں کے پاس بیٹھے بکتے ہیں گیت کیا ہوا ہے۔ کیا ہوا ہے۔ کیا ہوا ہے۔ کیا ہوا
رونی میں گھروالیاں بیچے ہیں ننگے کیا وفا ہے۔ کیا وفا ہے۔ کیا وفا ہے۔ کیا وفا
یار ہے دیکھے نشے میں بیکار مرتے ہیں
کیا دوا ہے۔ کیا دوا ہے۔ کیا دوا ہے۔ کیا دوا

سا شعر۔ سیوہارن عزیز لکل

خاندانی مرغا

او خاندانی بھی کیسا کہ ایک ایک دن میں پانچ انڈے دینے والی مرغی کا مرغا۔ اور وہ انڈے بھی کوئی معمولی انڈے نہیں سونے کے۔ بال بچہ کیا جس کے ہاں پہونچ جاتے۔ بس دوسری لکھا جاتے۔ اور خوب شاندار کوکڑوں کوں۔ گڑوں۔ گڑوں۔ گڑوں۔ ... ارے ہائیں۔ ہائیں۔ ذرا ٹھہر سے خیر۔ میاں آجکل کے رمال و جفر دان خاصکر ایسے ہی مرغی کے مرغے سے کام لیتے ہیں۔ دیکھئے نا ایک حضرت جہان بھی اس پہونچے اور لوگوں کو ورغلانا شروع کیا۔ کہ تو فیشہ تیار ہے کا سہل نسخہ لیتے مرغا جاتے پاس ہے۔ جو صاحب قسمت غیر متبرکہ حاصل کرنا چاہیں۔ ایک بار آزمائیں مگر دولتانی ہاسے باپ دادا کا۔ الغرض ایک حضرت سر سے لیتے پیر دل لیتے ان کی تقدس دبے ربانی کے قائل ہو گئے۔ اور پھر کچھ دولت نے سر سے پیر چڑھ رہا تھی۔ اور مزا یہ کہ سرکار میں بھی اطلاع کر دی گویا خزانہ نکلنے میں کچھ شک ہی نہ رہا۔ کلکٹر و اسسٹنٹ وغیرہ موقع واردات پر موجود ہو کر نجومی صاحب نے ایک چٹا را کھول کر ایک مرغ ہیجڑا نکالا۔ و کو گٹھری سیاہ ڈورا باندھ کر چھوڑ دیا۔ اور کچھ الم غلم پڑھنے لگے۔ مرغ ایک مقام پر ٹھر گیا۔ تو نجومی صاحب فرماتے ہیں یہاں میں کھو۔ ... مبارک آرزو

بہائی نے ایک گرگ بھیڑیا۔ وہ گرگ بھی گیا۔ مگر خزانہ خدا جانے کون سے تہ خانہ میں چھپ بیٹھا۔ نجومی صاحب بھی مرنے کی ایک ٹانگ باندھے جا رہے ہیں وہ ڈھونڈتے جا رہے یہاں وہاں۔ کیا کوئی اوپر ہی تھوڑا ہی رکھا ہے کہ آفیسر نے گڑھا کھدوا دیا۔ اور پھر دفینہ نکالنے کی کوشش سے منع فرمایا۔ بہت تیرے نجومی کی وہم میں تھا۔ خزانہ شاید تحت الثریٰ کی اندھیری طرف میں کھسکتے کھسکتے پہونچ گیا۔ اب نجومی صاحب امیدوار کی ٹھنڈی ٹھنڈی سانس کی ہوا کھا رہے ہیں۔ کیوں نہ ہو نجومی ہوں تو ایسے ہوں کہ سب دنیا ایسے ہی کاملین کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کرکے سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔ بھول یار (؟)۔ ہے نہ یہی بات۔ تم نے کبھی کسی ایسے الو کو پالا ہے۔

کس لئے تصویر بگل تم نے کھچوائی نہیں

ایک روز ہمارے معشوق فرزوق وشردق ہرچند شوق۔ خوبہ تو بہ چشم بد دور۔ جناب کے گھمنڈ شوق میں آتش غضب سے جھلملا کے ہو کر مانند کوہ فرود دل داد ہاتھ دکھانے۔ ہونٹوں چبا کے تب جا کے پڑے حضور پر نور۔ جناب انگلو چہ خوش سے بولے

کس لئے تصویر بگل تم نے کھچوائی نہیں

یا حضرت! یہ منہ اور مسور کی دال۔ یہی تو قدرتی۔ یہ ناقی کا لیکھا۔

عرض کیا۔ چند وجوہات ہیں دلچسپ اگر کسی طرح اپنے دھرم سے ایمان تصویر کھچوانے سے باز رہنا پڑا۔ ہاں وہ کیا۔ سنئے سنئے

گوشۂ گور کی شکل میں ہوئی نہیں اسلئے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی نہیں

ہوں۔ میاں تو تم کو کس بہر قرآن سے کہا تھا۔ دوستی بھی ہوئی ہوتی اس میں تو ننگ و دو دفن سب رنج ہوتا۔

اچھا یہ بھی سہی۔

ہر کسی نے اسکو گھورا اور وہ شرمائی نہیں اسلئے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

تو پھر آپ صندوق میں بند کرکے نہ رکھئے۔ کوئی گھورے ہی کیوں۔ پر یہ بھی سہی

وصل میں جنکی طرح وہ ہم سے شرمائی نہیں اسلئے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

اور

کھول کر مرقع کی جلد بات کہاں لکھائی نہیں اسلئے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی نہیں

اے چلو ہٹو!

تو۔ تو۔ تو۔ ایسا اس کو بھی جانے دو سے

اسے تم ٹھہرنا چاہو ٹھہری کوئی گھڑی نہیں اسلئے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

وہ ٹھمری اسکے عوض تمہیں ہم سنائے دیتے ہیں۔ مگر تصویر کھچوائی ہوگی۔

لو سنو! (ٹھمری)

آآآ ..... باری عمر لڑکپن۔ چھیڑ و سیاں

مرغ چڑھ ہے موری پائل باجی۔ جاگت سارس ننندیاں۔ چھیڑ و سیاں

باری عمر چھاؤ مرگت موہ چھتیاں چھوؤ۔ پڑوں پیّاں۔ نہ چھیڑ و سیاں

نرم کلائی موری چیا ہیلو ادی۔ مارگت مرکیاں۔ نہ چھیڑ و سیاں۔

پیچھل گئن بابو بھس ہوکر۔ تو ایس پیا سے ہیاں۔ نہ چھیڑ و سیاں

ارے واہ رے میرے پوست کا رنگ۔ تیرے کیا کہنے۔ کیسی ہم نے لگائی ہے کہ جگر کے پار ہوئی جاتی ہے۔ اور جانا کہ بے سری ہو۔ مگر کچھ بھی تو ہو۔ اچھا تو اب صاف صاف کہدیں سے

مفت میں بیٹھے بٹھائے جو نہ کھلائی نہیں اسلئے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی نہیں!!

ایں۔ ہاں۔ ہیں۔ بھوں .... اوں۔ اوں ......

ہیں ہیں۔ میں نہیں تو۔ اچھا اچھا جاؤ سمجھے۔ وہی بات۔ بس چپ رہو ہیں بس!

راقم بیکل دہلوی

نوٹس

کل شب کے آٹھ بجے کا ذکر ہے۔ کہ ایک بی صاحب۔ خوب ہی مسنو کر رنگ پٹی کو سر لپش سے چیدہ بیان سے دکھا جو بڑے آب و تاب کیسا تھ رشید شدت گرمی کی وجہ سے ہوا کھونسلہ سے نکلیں۔ چل چلاؤ بھی شکے یوں کی خوب جڑ مہر بنی۔ آوازیں کسنے لگے۔ چھیڑ چھاڑ سے دل ہی دل میں پھر بھی جوش پیدا ہوا۔ ایک صاحب نے بھرے خزانچہ میں ہاتھ ڈال ہی تو دیا سر بازار۔ خوب جوتی پیزار ہوئی۔ آخر کار راضی نامہ ہو گیا۔ بھئی رہے توقف رفتہ رفتہ شاہجہان بازار کی ہوشیار رہیں۔ ایسے موقع بے موقع گھر سے نہ نکل پڑا کریں۔ منڈلاتی رکھی کسی منچلی کو خسیسہ سے مفت ہی میں الٹا اور ٹھنڈی ہوئیں۔ بیکل دہلوی

نوٹ ۔ حضرت گھبرائیے اب نے کی بیسی نہیں۔ آپ کے ہوم و فرشتہ نظام کے اکثر اصحاب شائق رہتے ہیں۔ مدیر

چٹکلے

ہری ادھو کی بیوی نے کہا کہ میں بہشتی ہونا نہیں چاہتی۔ ہری نے کہا۔ یہ تو بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ آپ خوش مزاج بنیں اور جھگڑا بند کریں۔ بدنصیبی آپ کی بیوی اپنے شوہر …

ایک ولایتی بے فکرے نے تجویز کی۔ کہ جو ہر روشنی کے لئے آرام … ہے۔ مان لیا۔ لیکن مزدور کیا کریں۔ اب تو ستی کم ہوئی۔ بہت تباری بولتی میں اس کا مفاد ہو۔

لبرل مدراس کے اڈیٹر صاحب پھر پولیٹیکل قلابازیاں کھانے لگے۔ اور پھر فرماتے ہیں۔ کہ اسمبلی کا بل آ گئے۔ ہم بحیثیت … دعوتیں اڑائیں۔ ندو … اور رفو چکر۔ لیکن اگر … جانشین کچھ ادھر ہی مزاج کا ہوا تو۔ اجی حضرت۔ اگر … ایسا ہو بھی۔ تو پالیسی بدلتے کتنی دیر لگتی ہے۔ آپ … کے بیچ میں۔

اور سنئے۔ جب اپنجانب کلکتہ سے ہیل کر لکھنؤ آئے۔ تو چونکہ مستقل قیام کا تصفیہ ہوا نہیں تھا۔ اس لئے ڈاک دفتر … پوسٹ ماسٹر … منگواتے تھے۔ اس سے یار دوست سمجھے کہ قارورہ مل گیا ہے … لگے پوسٹ ماسٹر صاحب کو بھی علیک سلیک کہنے۔ جب معاملہ سمجھا تو خاموش ہو گئے۔ یہ لطیفہ بھی خوب رہا۔ کیوں نا کہہ سکے۔

جو صاحب اپنی مصیبت کے وقت ماتھے پر سے کسی کو ہٹا دیا کریں۔ دسلام کریں، سمجھئے شریف ہیں۔ ورنہ اچھے اچھے دوست اس وقت کنی کاٹ کر نکل جایا کرتے ہیں۔

مسٹر … کہ ہندوستانی ہو گئے ہیں۔ آپ … ٹھیک کہا اور اچھا فرمایا۔ درست ارشاد فرمایا۔ بات یہ ہے۔ کہ ہمارے ہاں حاکم کو مجازی خدا مانتے ہیں۔ اس کی اطاعت کا سخت حکم ہے۔ لہذا جب ہمارے حاکموں سے غلطی ہو جاتی ہے۔ تو ہم خاموش ہو رہتے ہیں۔ اس سے ولایتی … سمجھتے ہیں۔ کہ ہندوستانی بڑا بودا

ہے۔ کیا خوب۔ بعض بالشویکی ممبر اصلاح دیتے ہیں۔ کہ جیسے کو تیسا کرو … لیکن حضرات معاف کیجئے۔ یہ اصلاح ہندوستانی شرافت کے خلاف ہے۔

غلامی کا سبق ہمیں شروع سے ہی پڑھایا جاتا ہے … جس میں استاد پڑھ جاتے۔ دال ہمارا … بولا … سے الگ کر دیں۔ … کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ مگر … اس کا … کی مدد کرنا … کے متعلق مدد کرنا … مرتے مرتے۔ ہم تو چلے۔

مسٹر … نے فرمایا۔ دنیا میں جس کے پاس صحت ہے اور روپیہ۔ اس کی مزے سے گزرتی ہے۔ مسٹر … نے کہا۔ پیارے صحت میرے پاس ہے۔ اور دمڑی روپیہ تمہارے پاس۔ اس لئے ہماری تمہاری خوب بنے گی۔ دونوں چین کریں گے۔

ایک نوجوان مشنین نے کسی بوڑھی لیڈی سے شادی کی درخواست کی۔ بڈھی بولی کہ تم نے کیا سمجھ کر ایسا کہا۔ نوجوان بولا۔ کہ فلاں مدرسہ میں تمہارے دست مبارک میں بنک کی چیک بک تھی جس کے تمام چیکس کورے تھے۔ مطلب بھی سمجھے۔ یعنی کہ تمہارا روپیہ بنک میں محفوظ ہے اور تم مالدار ہو۔

دوکاندار۔ آپ شاید قیمتی کپڑا لینا چاہتے ہیں۔
گاہک۔ نہیں جی بلکہ بہتر کپڑا۔
راوی۔ مطلب ایک ہی ہے۔

راقم مسٹر … قریشی

غزل

رخ نہیں اس گیسوئے خمدار کے سایہ تلے … حسن … کے سایہ تلے
زیر مژگاں مست آنکھیں دیکھ کر ثابت ہوا … مردم بیمار ہیں اس خار کے سایہ تلے
عاشق ایسے ہو گئے ہیں … دیکھ کر تری دیوار کے سایہ تلے
کس قدر … دیکھئے وقت … صاف چھپا … کے سایہ تلے
… قاتل … کشتوں کا … کے سایہ تلے

بقلم مسٹر گمنام … پوری